الطاف ''بھائی'' کے الطافات

تحریر: سہیل احمد لون

آؤ سب مل کر حکومت کریں...... یہ وہ پالیسی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر موجودہ حکومت اپنا وقت گزارنے میں نہ صرف کامیاب ہو رہی ہے بلکہ حالات دیکھ کر تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ انتخابات میں حکومتی سیٹ اپ میں شاید کوئی بڑی تبدیلی نہ آئے۔ جمہوریت کی گاڑی پانچ برس سے جس کامیابی سے رواں دواں ہے اس میں صدر آصف زرداری کی قسمت اور ''ذہانت'' کا بڑا ہاتھ ہے۔ جمہوریت کی گاڑی کسی آمر نے پٹڑی سے اتارنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ موجودہ حکومت نے آتے ہی سب سے پہلے مونچھوں والے آرمی چیف کی ایسی چھٹی کی کہ وہ دوبارہ پاکستان آنے کی جرات نہ کر سکا اور موجودہ آرمی چیف بغیر مونچھوں کے ہیں لہٰذا فی الحال جمہوریت کو کوئی خطرہ نہیں۔ موجودہ دور میں چیف جسٹس حکومتی معاملات میں آرمی چیف سے زیادہ فعال نظر آتے ہیں۔ عدلیہ نے کراچی کی نئی حلقہ بندیوں اور نئی ووٹر لسٹوں کا حکم صادر فرمایا جس کے نتیجے میں الطاف ''بھائی'' روایتی جوش میں آگئے جس پر بات توہین عدالت تک جا پہنچی۔ انہیں عدالت کے سامنے پیش ہونے کا نوٹس بھی جاری کیا گیا۔ اب الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بھی کراچی میں نئی حلقہ بندی کروانے کا کہہ دیا ہے جو ناممکن حد تک مشکل ہدف ہے۔ عام حالات میں یہ کام مقررہ وقت میں ہو سکتا ہے مگر جس کام کے ہونے میں الطاف ''بھائی'' کی مرضی ومنشا شامل نہ ہو وہ کام کراچی میں کیسے کیا جا سکتا ہے؟ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ تو روزانہ کی خبروں کا لازمی جزو بن ہی چکی ہے، امن وامان کا یہ عالم کہ حالیہ دنوں میں پولیو ویکسین ٹیم کو ایسا کام کرتے ہلاک کر دیا گیا جس کا تعلق ہماری نسل کی صحت ہے تو وہاں گھر گھر جا کر نئی ووٹر لسٹوں کا بنانے کا عمل سیکورٹی خدشات کی بنا پر ناممکن ہے۔ یہ کام کراچی میں اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک حکومت اور قائد تحریک نہ چاہیں۔ فی الحال دونوں اس بات پر رضامند نہیں۔ جہاں عدلیہ کے بے شمار احکامات اور فیصلوں کو نہیں مانا گیا وہاں ایک گناہ اور سہی۔ اصغر خان کیس کا فیصلہ بھی ڈیرھ دہائی بعد عدلیہ نے سنایا، اسے تاریخی فیصلہ کہا گیا حالانکہ اس فیصلے میں تاریخی پہلو دو ہی ہیں ایک تو مدت دوسرا یہ کہ نہ کسی کو سزا ہوئی اور نہ ہی کوئی بری ہوا۔ جو اس میں ملوث پائے گئے یا جن کو براہ راست یا بلاواسطہ اس سے فائدہ پہنچا وہ آج بھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ جہاں تک توہین عدالت کا تعلق ہے تو قائد تحریک الطاف ''بھائی'' کے الفاظ کی شدت اتنی توہین آمیز نہیں تھی جتنی فیصل رضا علی عابدی کی تھی۔ مگر فیصل رضا علی عابدی اور الطاف بھائی میں فرق یہ ہے کہ وہ برطانیہ کی شہریت رکھتے ہیں اور لندن میں مقیم ہیں۔ پاکستان میں قانون صرف غریب کے لیے ہے جبکہ ایک مخصوص طبقہ عدلیہ کے فیصلوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ یہ مخصوص طبقہ عدلیہ کی بات نہ مانے تو اسی میں ان کا وقار ہے ورنہ عام آدمی میں اور ان میں کیا فرق رہ جائے گا؟ یورپ اور برطانیہ میں عدالتی نظام کسی شخصی دباؤ کے تابع نہیں بلکہ حکمران سے لیکر عام شہری تک سب قانون کا احترام کرتے ہیں۔ عدالتی فیصلوں کے آگے سرکاری اداروں کی بھی نہیں چلتی، برطانیہ اور یورپ میں غیر ملکی باشندوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ صرف برطانیہ میں پاکستانیوں کی تعداد تقریباً پانچ لاکھ کے قریب ہے۔

حقیقت تو یہ ہے یہاں کے مقامی باشندے اور سرکاری ادارے دل سے یہ نہیں چاہتے کہ پاکستانی ان کے ملک میں رہیں، خاص طور پر جب سے مشرقی یورپ کی سستی لیبر یہاں آ کر کام کرنا شروع ہوگئی ہے تب سے ایشائی باشندے یہاں آنکھوں میں زیادہ کھٹک رہے ہیں۔ مگر یہاں قانون کے آگے سب خاموش اور مجبور ہیں۔ یہاں پر بسے غیر ملکیوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کو یہاں رہنے کا حق ہوم آفس کی بجائے عدالت نے دیا ہے۔الطاف ''بھائی'' کی طرح بہت سے سیاسی اور مذہبی رہنماء جنہیں اپنے دیس میں ''جان کا خطرہ'' ہے یہاں سیاسی پناہ لیے ہوئے ہیں۔الطاف بھائی یہاں کے عدالتی نظام اور احترام سے بخوبی واقف ہیں۔اگر وہ یہاں رہ کر قانون کا احترام کر سکتے ہیں تو یہی فارمولا پاکستانی عدلیہ پر بھی آزما سکتے ہیں۔عدلیہ نے انہیں پاکستان آنے کو کہہ دیا مگر الطاف ''بھائی'' کی جان کو تو ''خطرہ'' ہے وہ بھلا کیسے پاکستان آئیں؟اگر وہ عدالت کے روبرو پیش ہو کر صحیح سلامت واپس برطانیہ چلے جاتے ہیں تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ ان کی جان کو اب پاکستان میں کوئی خطرہ نہیں،اس لیے الطاف ''بھائی'' یہ خطرہ کبھی مول نہیں لیں گے۔کوئی بھی ایسا برطانوی شہری جو اپنا ملک چھوڑ کر یہاں آباد ہوا، پھر یہاں کی شہریت لے اس کی شہریت اس کے اچھے رویہ اور قانون پر عمل کرنے سے مشروط ہوتی ہے۔یہاں کی عدالتیں توہین عدالت کے مجرموں کے خلاف بڑی سخت کارروائی کرتیں ہیں۔برطانوی شہری کو اگر پاکستانی عدالت مجرم قرار دے دیتی ہے تو اس صورت میں برطانیہ کسی بھی رجسٹرڈ شہری کی شہریت ختم کر سکتا ہے جس نے برطانیہ کی سرزمین سے کسی دوسرے جمہوری ملک کی عدلیہ کو تضحیک کا نشانہ بنایا ہو۔دوہری شہریت کے حامل افراد جب کسی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں تو عدالتی کارروائی میں بعض اوقات قانونی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔اسی وجہ سے جرمنی دوہری شہریت کے حق میں نہیں۔تارکین وطن کی اکثریت کو یہاں معاشی مجبوری کھینچ کر لے آتی ہے۔ملازمت یا کاروبار کرنے کے لیے برطانیہ، یورپ، امریکہ یا کینیڈا کی شہریت لینے سے کاروبار اور ملازمت میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔اگر کوئی پاکستانی سیاست میں عملی حصہ لے کر اقتدار کے مزے بھی لوٹنا چاہے اور ساتھ شہریت بھی پاکستانی نہ رکھتا ہو یا دوہری شہریت کا حامل ہو تو وہ بھلا عوامی لیڈر کیسے ہو سکتا ہے؟ جرمنی میں ہٹلر آسٹریا سے آ کر حکومت کر گیا اس کے بعد جرمن قوم نے ایسا سبق سیکھا کہ حساس عہدے پر کبھی ایسا شخص تعینات نہیں ہونے دیا جس کے والدین میں سے کوئی ایک فرد بھی کھرا جرمن نہ ہو۔ہمارے ہاں تو امپورٹڈ چیز کی قدر کچھ زیادہ ہی کی جاتی ہے۔ہم نے وزیر اعظم بھی باہر سے منگوائے، فنکار بھی اگر باہر کی چھاپ لگوا کر آئے تو سپر سٹار سمجھا جاتا ہے۔الطاف ''بھائی'' کو دیکھ کر طاہر القادری بھی سات سمندر پار کر کے مینار پاکستان میں جلسہ کرنے پہنچ گئے۔اگر سیاست سے ریاست بچانی ہے ، یا ریاست کو سیاست سے بچانا ہے یا نظام تبدیل کرنا ہے تو پاکستانی شہریت لیں اور عوام میں رہ کر عوامی مسائل حل کریں۔یوسف رضا گیلانی کو چند سیکنڈ کی سزا کا دھبا لگا کر عدالت نے گھر بھیج دیا مگر ان کی پارٹی کا عدالت کے خلاف کوئی خاص ردعمل دیکھنے میں نہ آیا۔الطاف بھائی کو عدالت نے نوٹس جاری کیا تو ''بھائی گیری'' شروع ہو جاتی ہے۔سیاسی رہنماؤں کے بارے میں کوئی سچ بھی کہے تو اس کے پیروکار ''توہین قائد'' سمجھ کر مارنے مرانے پر اتر آتے ہیں۔مگر یہی سیاسی رہنماء جب عوام کے ارمانوں کا جنازہ نکال کر ان کی تذلیل کرتے ہیں تو کسی کو تکلیف نہیں ہوتی۔یہ مانا کہ نئی حلقہ بندیاں صرف کراچی میں ہی کیوں؟ اگر کرنی ہیں تو سارے ملک میں ہونی چاہییں۔اگر الطاف بھائی عدالتی فیصلے کا احترام کر کے الیکشن کمیشن کی اس معاملے میں اپنی پارٹی ورکرز سے مدد کروائیں تو باقی

پارٹیوں کے لیے ایک مثال قائم کر سکتے ہیں۔مگرنئی حلقہ بندیوں سے شاید ان کا پرانا ووٹ بینک متاثر ہونے کا خدشہ ہے اور الطاف ''بھائی'' ابھی ایسے الطافات کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

23-12-2012.